مثنوی معاش و معاد

تمنا عمادی مجیبی پهلواروی.

بسمہٖ تعالیٰ وبحمدہٖ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلیٰ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ

مثنوی

معاش و معاد

از

تمنّا عمادی مجیبی پھلواروی غفرلہٗ

حسب فرمایش

ارکان مسلم ایسوسی ایشن پھلواری شریف

برچیده از کتابخانه دیجیتال هندوستان http://dli.iiit.ac.in
باز تکثیر از کتابخانه کتاب فارسی http://www.KetabFarsi.com

مذہب و عقل

مذہب و عقل کی معرکہ آرائیوں کا تماشا ہلکے سلیس اور دلکش اشعار میں اگر دیکھنا چاہیں تو حضرت حسان الہند مدظلہ کی مثنوی مذہب و عقل دیکھئے جس پر اکابر قوم نے اپنی گرانقدر رائیں دی ہیں۔

قیمت ۲ر علاوہ محصول ڈاک

تین آنے کے ٹکٹ بھیج دیجئے تو بہت سے اخراجات کی تخفیف ہو جائیگی

الملتمس

منیجر مکتبہ دارالادب

پھلواری شریف ضلع پٹنہ

حضرت مولانا ابوالکلام آزاد کی گرانقدر رائے

بہار کے قیامت خیز زلزلے کے بعد سنٹرل ریلیف فنڈ کے بعض انتظامی مشوروں کے سلسلے میں کرمی حضرت مولانا ابوالکلام آزاد پٹنہ تشریف لائے ہوئے تھے اور کئی دن "دلکشا" میں عزیز قوم ابی الاعظم جناب آنریبل مسٹر سید عبدالعزیز صاحب وزیر تعلیم صوبہ بہار و اڑیسہ کے مہمان رہے تھے اس موقع پر میں نے اپنی نظم مسدس عبرت زلزلہ کے ساتھ اپنی دو مثنویاں "مذہب و عقل" اور "معاش و معاد" مولانا کی خدمت میں پیش کی تھیں۔ پھر اس کے بعد حسن اتفاق سے میں خود مساجد فنڈ کے وفد کے ساتھ کلکتہ پہونچا تو چودہ پندرہ دن تک مقیم رہا تو مولانا کو پھر دونوں مثنویوں کے ساتھ مثنوی کتاب و سنت کا قلمی مسودہ بھی دکھایا اور التماس کیا کہ ان مثنویوں کو دیکھ کر تقریظ نہیں بلکہ اپنی بالکل صحیح رائے مرحمت فرمایئے۔ اور جہاں جس مضمون سے اختلاف ہو اس کو بھی ضرور حوالۂ قلم فرمایئے۔ چنانچہ مولانا نے مندرجۂ ذیل تحریر اپنے دست مبارک سے لکھ کر مرحمت فرمائی۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

۳۰ - ۴ - ۳۴

جناب مولانا تمنا صاحب عمادی پھلواروی نے چند مثنویاں اس غرض سے لکھی ہیں کہ بعض مذہبی و اخلاقی مطالب پیرایۂ نظم سے آراستہ کئے جائیں۔ اس قسم

کی نظموں کے لیے اگرچہ پیرایۂ نظم اختیار کیا جاتا ہے لیکن اصل مقصود شاعری نہیں ہوتی موعظت و نصیحت ہوتی ہے۔ اور ضروری ہے کہ اسی اعتبار سے ان پر نظر بھی ڈالی جائے مجھے اگرچہ اتنا موقع نہیں ملا کہ بالاستیعاب نظر ڈالتا" تاہم جس قدر اندازہ کرسکا ہوں وہ اس کے لیے کافی ہے کہ مثنویوں(عـــہ) کی خوبی کا اعتراف کروں" اور اصحاب ذوق کو ان کے مطالعہ کا مشورہ دوں۔ میری دلی خواہش ہے کہ یہ کوشش مشکور و مقبول ہو۔

البتہ(عـــہ) یہ ظاہر کردینا ضروری ہے کہ مثنوی "معاش و معاد" میں آیۂ وَلَقَدْ خَلَقْنَا فَوْقَكُمْ سَبْعَ طَرَائِقَ الخ کی جو تفسیر کی گئی ہے وہ میرے نزدیک محل نظر ہے اور اس کے ترجمہ میں " فَوْقَكُمْ " کا ترجمہ نظر انداز کردیا گیا ہے۔

ابوالکلام کان اللہ لہ

عـــہ مولانا نے مثنوی "زیب مجلس" اور مثنوی "کتاب و سنت" اور مثنوی "معاش و معاد" تینوں مثنویاں ملاحظہ فرمائی تھیں اس لیے تینوں مثنویوں پر مولانا کی یہی رائے ہے۔ ۱۲ تمنا

عـــہ حضرت مولانا مدظلہ نے مجھے اختیار دیا تھا کہ اگر میں تحریر کو شائع کروں تو اتنی عبارت چھوڑ دوں کیونکہ یہ عبارت صرف مجھے متنبہ کردینے کے لیے لکھی گئی ہے۔ زبانی یہ بھی ارشاد فرمایا تھا کہ لفظ "فوقکم" بتا رہا ہے کہ یہ "سبع طرائق" بجز اجرام فلکیہ کے اور کچھ نہیں ہیں اور ان سے مراد سات ستارے ہیں جن کے اثرات دنیا اور انسانوں پر مترتب ہوتے رہتے ہیں۔ اسی معنی کے مراد لینے میں "فوقیت" کا پورا مفہوم ادا ہوتا ہے۔ اور انسان پر جو حالتیں گذرتی ہیں ان کے مراد لینے میں "فوقیت" کا مفہوم ثابت نہیں ہوتا۔ میں نے اس مفہوم پر پوری طرح دوبارہ غور کیا۔ اور اس کے بعد بھی اپنی جگہ پر قائم ہوں۔ مفصل بیان مقدمے کے آخر میں ناظرین ملاحظہ فرمائیں۔ ۱۲ تمنا عفی عنہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مقدمہ

کون ہے، جو عقل و ہوش کے ساتھ جی رہا ہو، اور اس کو مرنے کا یقین نہ ہو۔ مگر مرنے کے بعد کیا ہوگا؟ یہ ایک ایسا اہم سوال ہے کہ بڑے سے بڑا عاقل، بڑے سے بڑا فلسفی اس کے جواب میں مدتوں سر بجیب متفکر رہنے کے بعد بھی جو سر اوٹھاتا ہے تو اس کا چہرہ ایک "آئینۂ حیرت" ہی نظر آتا ہے۔

مذہب نے اس طلسم حیرت کی لوح پیش کی۔ اور صاف بتا دیا کہ جس طرح تم پشت پدر سے شکم مادر میں آئے۔ اور پھر شکم مادر سے اس دنیا کے محل میں پہونچے۔ اسی طرح اِس دار العمل سے تمہیں ایک دوسرے عالم میں جانا ہے جہاں تمہیں یہاں کے اعمال کے مطابق جگہ ملے گی اور اسی عالم کا نام "دار الجزاء" ہے۔

ارباب توفیق نے تقلیداً یا تحقیقاً مذہب کی بات مان لی کیونکہ مذہب کے دعویٰ کے خلاف کوئی قطعی دلیل ان کے پاس تھی ہی نہیں۔ دوسرے مذہب کی بات ان لینے میں سیکڑوں دنیاوی فوائد و مصالح بھی تھے۔ کہ (از مثنوی مذہب و عقل)

مذہب آمد درد دلہا را علاج	مذہب آمد داروئے ہر اختلاج
مذہب آمد حکمت آموز لئیم	مذہب آمد چارۂ درد یتیم

مذہب آمد قاہراں را قہرماں　　مذہب آمد بے اماناں را اماں

ہست بے مذہب زبوں کار حیات　　صد خلش دارد غم بعد الممات

مذہب ار نبود جہاں پُر ز یاس　　خانۂ امید را کہ نہد اساس

گروہ جو دنیاوی تفکرات و تردودات سے مطمئن تھے۔ مذہب کی پابندیاں اون کی تکمیل ہوسِ نفس کی راہ میں روڑے اٹکا رہی تھیں اس لئے اس جماعت نے مذہب کی تعلیم سے راہ فرار اختیار کی۔ اور ننگی عقل کا سہارا پکڑتے۔ شیطان کو موقع ملا۔ اس نے مختلف عقلوں کی باگ مختلف طرف موڑ دی۔ کسی نے تو سرے سے مرنے کے بعد کچھ ہونے ہی سے انکار کر دیا۔ کہ "مر گئے مٹ گئے"۔ اس تخیل نے اس کے معتقدین کو عذاب آخرت سے بے خوف کر دیا اور وہ مطمئن ہو کر اپنی ہر خواہش کی تکمیل میں مصروف ہو گئے۔ اگر انہیں کچھ خوف رہا تو اہل دنیا کا قانون اور حکومت کا۔ اگر دنیا اور ارباب حکومت کی نگاہوں سے چھپ کر بڑے سے بڑا جرم اور بڑے سے بڑا گناہ [illegible] خواہشات تمام پوری کر لیتے۔

کسی نے مرنے کے بعد مٹ جانے کو اگر تسلیم نہ کیا تو اس کی عقل نے جزا و سزا کو دور و ما فقط تبدیل جسم پر قرار دے دیا کہ ذمہ دار عمل تو فقط روح ہے۔ اور یہ جسم ہیں اگر روح نے اعمال صالحہ نہ کئے تو آئندہ اس کی روح اسی دنیا میں کسی دوسرے جاندار کے جسم میں آ جائے گی جو انسان سے کم درجہ اور اس کے اعمال کے مطابق ہو گا اور اگر نیک عمل کئے تو آئندہ کسی دوسرے انسان جو موجودہ انسان سے درجہ و شرف میں

فضل و اعلیٰ ہو اس کے جسم میں آئے یا ترقی کرکے کچھ اور آگے بڑھے۔

یہ عقیدہ بھی درحقیقت خواہش نفس کی تکمیل میں حارج نہیں۔ کیونکہ کون جانتا ہے ہم پہلے جنم میں کیا تھے اور دنیا میں جو چرند و پرند نظر آتے ہیں ان میں سے کون اگلے جنم میں کیا تھا۔ جب گزشتہ حالت جو خود اسی کی موجودہ روح پر گزر چکی ہے اس کی کچھ کو یاد نہیں تو آئندہ جو کچھ ہوگا اس کی کیا فکر ہے

بظاہر کسی حیوان کو کچھ غمگین یا پشیماں اور شرمندہ نہیں پاتے۔ اور کوئی بھی پچھتاتا نظر نہیں آتا کہ کاش اگلے جنم میں جب ہم انسان تھے تو ایسے بُرے اعمال نہ کرتے جس کی وجہ سے آج اس حیوانی شکل میں ہیں۔ بلکہ ہم تو انسانوں سے زیادہ مطمئن اور شاداں و فرحاں حیوان ہی کو پاتے ہیں۔ (مسدس عبرت زلزلہ)

جو ہیں آواگون والے انہیں کچھ بھی نہیں پروا
کہ مرنے سے ہے ڈر نا کیا بدلنا ہے فقط چولا

تھے کیا پہلے جنم میں یہ کون ہے اسکی خبر رکھتا
اگر آگے بھی کچھ ہونگے تو ہونگے غم نہیں اس کا

کہیں ہم شاد انسانوں سے پاتے ہیں پرندوں کو
زیادہ دیکھتے ہیں خوش چرندوں کو درندوں کو

غرض یہ عقیدہ بھی عذاب آخرت کے خوف سے بچنے کے لئے اور تکمیل ہوائے نفس کے راستے کو صاف اور بے خطر بنانے کے لئے پیدا کیا گیا ہے اور بس۔ ورنہ کوئی آسمانی کتاب اس عقیدے کی حامی نہیں۔

اہل فلسفہ کے خیالات تو حالات بعد مرگ سے متعلق اور بھی ہیں۔ مگر بحکم جز

لوگوں سے ہمارے آئے دن کے سابقے ہیں وہ انہیں دونوں میں سے کسی ایک عقیدے کے ہیں اس لئے اس مثنوی میں انہیں دونوں عقیدوں پر کافی روشنی ڈالی گئی ہے اور باقی سے تقریباً قطع نظر کیا گیا ہے۔

ہاں، ایک جماعت عذاب آخرت کی طرف سے اپنے دل کو مطمئن کر لینے والی اور بھی ہے اور یہ جماعت بہت بڑی ہے اور تقریباً اکثر مذاہب میں اس جماعت کا عنصر غالب ہے۔

وہ کفارہ یا شفاعت کاملہ کا عقیدہ رکھنے والے ہیں یعنی کسی پیغمبر یا بزرگ کا شہید کر دیا جانا اون کے پیروؤں کے گناہوں کا کفارہ ہو گیا۔ اور وہ اللہ تعالےٰ کو اپنی شہادت اور اپنے خون ناحق کا واسطہ دیکر اپنے خون بہا میں اپنے تمام ماننے والوں کو بخشوا لیں گے۔ اگر کسی جماعت میں خون بہا اور کفارے کا عقیدہ نہیں ہے تو شفاعت کاملہ کا عقیدہ تو ضرور ہے۔ غرض ان کے نفس نے ان کو اس طرح ایک غلط عقیدہ سا اور غلط امید دلا کر عذاب آخرت سے مطمئن کر دیا ہے اور یہ بے خوف ہو کر اپنے نفس کی تمام خواہشوں کو پورا کر لیا کرتے ہیں۔ (مسدس عبرت زلزلہ)

اس جہاں پر جو جاتے ہیں لوگ گر دیتا ۔۔۔ بچا کر آنکھ لوگوں کی بہت کچھ کر گذرتے ہیں
خدا کا ڈر کہاں، ان خلق سے کچھ کچھ جو ڈرتے ہیں ۔۔۔ تو نقشے میں کسی کے رنگ مذہب کا بھرتے ہیں

فریب و مکر کو دنیا ہنر اپنا سمجھتی ہے
دیانت میں دیانت کا ضرر اپنا سمجھتی ہے

اس جماعت سے خطاب اس مثنوی میں تقریباً مطلق نہیں ہے۔ ان کے لیے ایک مستقل رسالہ زیر تالیف ہے جس میں خصوصیت کے ساتھ "شفاعت" کے مسئلے پر بحث کی گئی ہے۔ کہ شفاعت تو قیامت میں ضرور ہوگی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بے شک شفیع المذنبین ہیں اور آپ قیامت میں اللہ تعالیٰ کی حضور میں گنہگاران امت کی ضرور شفاعت کریں گے۔ ملائکہ علیہم السلام کی شفاعت کا ذکر تو خود قرآن پاک میں مذکور ہے۔ مگر شفاعت انہیں گنہگاروں کی ہوگی جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ شفاعت کرنے والوں کو شفاعت کی اجازت دیگا اور وہی لوگ شفاعت کرسکیں گے جن کو اللہ تعالےٰ شفاعت کا اختیار دیگا۔ نہ ہر بزرگ شفاعت کرنے کا حقدار ہوگا اور نہ ہر گنہگار کے لیے شفاعت کی اجازت ہوگی۔ اسلئے جو لوگ شفاعت کے بھروسے پر جو چاہتے ہیں کرتے ہیں وہ شیطان کے دھوکے میں مبتلا ہیں۔

مختصر یہ ہے کہ اس مثنوی میں دو ہی قسم کے حضرات مخاطب ہیں۔ ایک تو وہ جنکا عقیدہ ہے کہ "مرگئے مٹ گئے" دوسرے وہ جو تناسخ یعنی آواگون کے قائل ہیں۔ ان دونوں جماعتوں کو سمجھایا گیا ہے کہ اسلام نے مرنے کے بعد کے متعلق جو بتایا ہے کہ مرنے کے بعد پھر ایک دوسری زندگی ہے۔ اور آخر ایک دن جزا و سزا کا آئے گا۔ جب تک وہ دن نہ آئے اچھی روحیں اچھے مقام یعنی علیین میں اور بری روحیں بری جگہ یعنی سجین میں رہیں گی۔ اور حساب و کتاب کے بعد نیکوکار

جنت میں اور بدکار دوزخ میں رہیں گے۔ یہی عقیدہ حق اور صحیح ہے۔

اس مثنوی نے جنت دوزخ اور قیام قیامت پر تو پوری بحث نہیں کی ہے مگر مرنے کے بعد ایک دوسری زندگی جو اس دنیاوی زندگی سے مختلف ہوگی، اور اچھے لوگ مرنے کے بعد علیین میں اور برے سجین میں رہیں گے اس پر کافی روشنی ڈالی ہے، اور حساب وکتاب کو ثابت کیا ہے۔

اس اسلامی عقیدے پر مخالفوں کا سب سے بڑا اعتراض یہ تھا کہ کمسن بچے جو مصائب و تکلیف میں مبتلا ہوتے ہیں یہ کیوں؟ کیونکہ قرآن پاک کہتا ہے مَا اَصَابَکُمْ مِنْ مُّصِیْبَةٍ فَبِمَا کَسَبَتْ اَیْدِیْکُمْ یعنی جو مصیبت تمہیں پہنچی ہے وہ تمہارے ہی ہاتھوں کی کمائی ہے۔ جس سے صاف ظاہر ہے کہ دنیاوی مصائب و تکالیف بھی پاداش عمل ہی ہیں مگر کمسن بچے تو معصوم اور غیر مکلف ہیں۔ جب ان کو کوئی تکلیف شرعی نہیں دی گئی ہے تو پھر یہ پاداش عمل کیسی؟ اگر یہ کہا جائے کہ والدین کے اعمال کا اثر بچوں پر پڑتا ہے تو قرآن پاک اس کی بھی مخالفت کر رہا ہے کہ لَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰی یعنی ایک شخص دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گا۔ اس لئے کمسن بچوں پر مصائب آنے کی کوئی معقول وجہ نہیں بتائی جاتی۔ علما جواب دیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ مالک و مختار ہے۔ اس کو اپنے بندوں پر پورا اختیار ہے جس کو جس طرح چاہے رکھے لَا یُسْئَلُ عَمَّا یَفْعَلُ یعنی جو وہ کرتا ہے اس کے متعلق کسی کو اس سے کچھ پوچھنے کا حق نہیں۔ مگر یہ جواب اطمینان بخش نہیں کیونکہ کمسن بچے ہی پر اللہ تعالیٰ کو

اختیار تام حاصل ہو، اور جوانوں اور بوڑھوں پر نہ ہو یہ کیوں؟ بندے تو سب یکساں ہیں۔ عاقل و بالغ ہی پر مصائب ان کے اعمال کی وجہ سے کیوں آتے ہیں اور کیوں کہا گیا کہ وَمَا ظَلَمْنٰهُمْ وَلٰكِنْ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ یعنی ہم نے اون پر ظلم نہیں کیا بلکہ انھوں نے خود اپنی جانوں پر ظلم کیا۔ صاف کہہ دیا جاتا کہ تم سب میرے بندے ہو۔ میری ملک تام ہو۔ تم پر مجھ کو کامل اختیار ہے جس کو چاہوں گا جنت میں بھیجوں گا اور جس کو چاہوں گا دوزخ میں جھونک دوں گا۔ مگر اللہ تعالےٰ نے ایسا نہیں ارشاد فرمایا بلکہ ہر نفس کے متعلق صاف فرما دیا کہ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ یعنی جو اس نے کیا یا وہی اس کے کام آئیگا اور جو برا کیا وہی اس کے لئے وبال ہوگا۔

مگر اس مثنوی میں اس سوال کا نہایت مدلل جواب دیا گیا ہے۔ اور اس بسیط جواب کے سلسلے میں جو دعوی پیش کیا گیا اس کی سند میں قرآن پاک کی آیتیں بھی پیش کی گئی ہیں تاکہ فریق یہ نہ کہہ سکے کہ یہ تو تمہارا دعوی ہے تمہارے مذہب تمہاری کتاب کا دعوی نہیں ہے۔ اور اصول مذہب کا چونکہ صراحتہً قرآن سے ثابت ہونا ضروری ہے اسلئے صرف قرآن ہی کی آیتیں پیش کی گئیں۔ روایتوں سے قطع نظر کیا گیا تاکہ سندیں جرح و تعدیل کی کشمکش سے محفوظ رہیں اور پھر ہر دعوے کی عقلی دلیل نہایت وضاحت سے بیان کر دی۔ درمیان میں جو شکوک پیدا ہوتے تھے ان کو رفع کرنا بھی میرا فرض تھا۔ مگر میں نے دیکھا کہ جہاں جو شک پیدا ہو رہا ہے اگر وہیں اس کا جواب

دیدوں تو بحث بہت طویل ہو جائے گی، اور خلط مبحث اس قدر ہو جائیگا کہ ناظرین موضوع بحث کو متعین کرنے میں دھوکا کھا جائیں گے۔ اس لئے مجبوراً اصل موضوع پر پوری بحث کرنے کے بعد مستقل ایک باب دفع دخل کا قائم کر دیا اور جتنے "دخل" یعنی اعتراض پیدا ہو رہے تھے نمبروار ہر ایک کا "دفع" یعنی جواب دیدیا گیا۔ اور ہر ایک اعتراض چونکہ نتیجۂ حضرت عقل تھا اس لئے جوابات بھی عقلی ہی دئے گئے کہیں کہیں قرآن پاک کی کوئی آیت بھی ضرورۃً نقل کر دی گئی ہے۔

آخر مثنوی میں "مستدرکات مفیدہ" کے زیر عنوان مختلف عنوانات کی تحت میں ایسے متعدد ضروری مضامین بیان کئے گئے ہیں جن کا جاننا اس مثنوی کے ناظر کے لئے ضروری اور جن سے اس مثنوی کے اصل موضوع کو گہرا تعلق تھا۔

ایک یہ سوال بھی لوگوں کے سامنے تھا کہ دو شخص ہیں جن میں سے ایک عقائد عبادات سے تو بالکل عاری ہے مگر اس کے معاملات و اخلاق نہایت اچھے ہیں اور اس نے اپنی ساری زندگی خدمت خلق کے لئے وقف کر دی ہے۔ غرض حسن اخلاق کا ایک مجسمہ ہے۔ اور دوسرا بالکل اس کے برعکس ہے۔ یعنی عقاید بھی صحیح رکھتا ہے اور عبادات بھی پوری طرح بجا لاتا ہے۔ مگر معاملات و اخلاق اس کے نہایت خراب ہیں۔ ایذا رسانی خلق میں ہمہ دم مستغرق رہتا ہے۔ مرنے کے بعد ان دونوں میں سے کس کی نجات ہوگی؟ کیا عقائد و عبادات نہ ہونے کی وجہ سے اس پہلے شخص کے سارے اخلاق حسنہ او رمعاملات نیک ضبط ہو جائیں گے اور وہ سیدھے دوزخ میں

ڈال دیا جائے گا۔ اور صرف عقائد و عبادات کی وجہ سے اس دوسرے شخص کی ساری بد اخلاقیوں اور بد اعمالیوں سے چشم پوشی کی جائے گی اور یہ سیدھا جنت میں داخل کر دیا جائیگا۔ یا شخص اول کی نجات باوجود عقائد و عبادات نہ ہونے کے صرف اخلاق حسنہ اور معاملات صالحہ کی وجہ سے ہو جائے گی۔ اور یہ دوسرا شخص باوجود عقائد و عبادات کے اخلاق حسنہ اور معاملات صالحہ نہ ہونے کی وجہ سے دوزخ میں ڈال دیا جائیگا؟

یہ سوال ملک میں خوب شائع ہوا اور سنا ہے کہ اکثر علمائے حق نے اس کے معقول جواب بھی دیئے ہیں۔ بہرحال اس مثنوی میں اس سوال کا بھی کافی جواب موجود ہے جو غالباً اور بزرگوں کے جوابات سے نوعیت میں الگ ہوگا۔ دیکھئے "رفع اشتباہ و یاران طریقت" صفحہ ۱۴ اور "مقصود از تخلیق جن و انس" صفحہ ۳۴ تا صفحہ ۴۶

حضرت مولانا ابوالکلام آزاد مدظلہ کا شبہہ

میں نے اس مثنوی کے صفحہ ۱ پر "تقریب" کے عنوان سے آیۂ کریمہ

وَلَقَدْ خَلَقْنَا فَوْقَكُمْ سَبْعَ طَرَائِقَ ۖ وَمَا كُنَّا عَنِ الْخَلْقِ غَافِلِينَ

کا ترجمہ اور اس کی ایک تفسیر لکھی ہے۔ یہ تفسیر اس میں شک نہیں کہ کسی دوسرے مفسر نے نہیں لکھی ہے۔ مگر صرف اس لئے کہ یہ بات میرے ذہن میں آئی ہے اور کسی

دوسرے مفسر نے نہیں لکھی ہے۔ یہ تفسیر غلط قرار دیدی جائے الفاظاً صحیح نہیں۔
اللہ کا کلام ایک دریائے بیکراں ہے۔ ہر غواص کو کچھ نہ کچھ نئے موتی قیمتی سے
قیمتی مل جاتے ہیں۔ لو کان البحر مدادا لکلمات ربی لنفد البحر
قبل ان تنفد کلمات ربی۔ ولو جئنا بمثلہ مددا ۰

باقی رہا یہ الزام کہ "ترجمے میں 'فوقھم' کا ترجمہ نظر انداز کر دیا گیا ہے" جس کی وجہ سے میری بیان کردہ تفسیر حضرت مولانا کے نزدیک محل نظر ہو صحیح نہیں۔

لفظ "فوق" کے معنی وضعی میں بلندی مکانی کا مفہوم ضرور ہے۔ مگر اس کا استعمال غلبہ، زیادۃ، احاطہ، برتری، فضل وغیرہ معانی میں بھی بکثرت موجود ہے۔ باہر جانے کی ضرورت نہیں۔ خود قرآن پاک ہی کی مندرجہ ذیل آیتیں ملاحظہ کی جائیں۔

۱۔ وجاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا۔ (آل عمران ج۳ ع۱۳) میں بمعنی غلبہ

بمعنی زیادت:
۲۔ فان کن نسآءً فوق اثنتین (نساء ج۴ ع۱۲)
۳۔ وفوق کل ذی علم علیم۔ (یوسف ج۱۳ ع۲)

بمعنی احاطت:
۴۔ وھو القاھر فوق عبادہ (انعام ج۷ ع۸)
۵۔ وانا فوقھم قاھرون۔ (اعراف ج۹ ع۱۵)

۶۔ ورفعنا بعضھم فوق بعض درجٰت (زخرف ج۲۵ ع۹) بمعنی علو مرتبت

۷۔ والذین اتقوا فوقهم یوم القیمة (بقرہ پ۲ ع۲۶/۱۰) بمعنی علو مرتبت

۸۔ لا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی (آیت ۲ سورہ حجرات پ۲۶ ع۱۳) بمعنی شدت

۹۔ فاضربوا فوق الاعناق واضربوا منهم کل بنان (انفال پ۹ ع۱۶/۲) بمعنی "علی"

۱۰۔ زدناهم عذابا فوق العذاب بما کانوا یفسدون ۵ (پ۱۴ ع۱۵)

۱۱۔ ان اللہ لا یستحیی ان یضرب مثلا ما بعوضة فما فوقها۔ بمعنی علاوہ

(بقرہ پ۱ ع۳) بمعنی "دُون"

مذکورہ بالا آیات کریمہ کے مطالعے سے صاف ظاہر ہو گیا کہ فوق کے معنی میں بلندی مکانی کی تخصیص ضروری نہیں اس لئے میں نے جو وجعلنا فوقکم میں معنی احاطت کو ملحوظ رکھتے ہوئے "فوقکم" کا ترجمہ فقط "تم پر" لکھا تو اس کے غلط ہونے کی کوئی وجہ نہیں۔

مگر سب سے زیادہ تعجب یہ ہے کہ مولانا نے فوق کے ترجمے میں بلندی مکانی پر تو اتنا زور دینا ضروری تصور فرمایا۔ مگر سبع طرائق کے ترجمے میں طرائق سے اجرام فلکیہ کے مراد لینے کے لئے کوئی قرینہ حالیہ یا مقالیہ تلاش نہ فرمایا۔ طرائق تو "طریقہ" کی جمع ہے جس کے معنی راستہ، سیرت، حالت، کیفیت، وغیرہ ہیں۔ میں نہیں سمجھ سکتا کہ اس لفظ سے ستارہ کیونکر سمجھا جا سکتا ہے۔

میں مضمون کو خواہ مخواہ طول دینا نہیں چاہتا اسلئے اپنی بیان کردہ تفسیر کی تائید میں اب صرف قرآن پاک ہی کی پوری آیت پیش کر دیتا ہوں جس کی آخری کڑی یہ

سبع طرائق والی آیت ہے۔ قال اللہ تعالیٰ وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ طِيْنٍ ۝ ثُمَّ جَعَلْنٰهُ نُطْفَةً فِيْ قَرَارٍ مَّكِيْنٍ ۝ ثُمَّ خَلَقْنَا النُّطْفَةَ عَلَقَةً فَخَلَقْنَا الْعَلَقَةَ مُضْغَةً فَخَلَقْنَا الْمُضْغَةَ عِظٰمًا فَكَسَوْنَا الْعِظٰمَ لَحْمًا ق ثُمَّ اَنْشَاْنٰهُ خَلْقًا اٰخَرَ ۝ فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخٰلِقِيْنَ ۝ ثُمَّ اِنَّكُمْ بَعْدَ ذٰلِكَ لَمَيِّتُوْنَ ۝ ثُمَّ اِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ تُبْعَثُوْنَ ۝ وَلَقَدْ خَلَقْنَا فَوْقَكُمْ سَبْعَ طَرَآئِقَ ق وَمَا كُنَّا عَنِ الْخَلْقِ غٰفِلِيْنَ ۝ (ابتدائے سورہ مومنون جـ۱۸ عـ۱) دیکھئے سبع طرائق کے سلسلے کو گن کر اللہ تعالیٰ کس خوبصورتی سے بات یہ کہہ کر ختم کردی کہ "فتبارک اللہ احسن الخالقین" اس کے بعد چونکہ اصل تو موت و بعد الموت سے ڈرانا مقصود ہے اسلئے موت اور بعث بعد الموت کا ذکر بطور عطف نظر مخاطب ہوئے اصل مقصود کرتے ہوئے وہ سات حالتیں جو اوپر گن کر سنا دیں اُن کو اجمالاً یوں بتا دیا کہ ولقد خلقنا فوقکم سبع طرائق الخ سبحان اللہ سبحان اللہ!

باقی رہ جاتی ہے ایک بات۔ وہ یہ کہ میں نے اپنی بیان کردہ تفسیر میں انسان کے لئے تین عالم۔ عالم انتشار۔ پھر عالم اجتماع اس کے بعد عالم معاد یعنی دنیا قرار دیتے ہوئے ہر جگہ اسکے لئے سات سات حالات بیان کئے ہیں اور اس آیت شریفہ سے استدلال کیا ہے اور یہاں تو صرف ایک ہی عالم یعنی عالم اجتماع پشت پدر و شکم مادر کے حالات بیان کئے ہیں ورنہ بس۔ اسلئے اول و آخر کے سات حالات کہاں اس میں آتے

اس وضاحت سے مذکور ہیں ؟

مختصراً اس کا جواب یہ ہے کہ پہلی منزل عالم انتشار کے سات حالات
بھی قرآن پاک میں ضرور مذکور ہیں۔ مگر عالم انتشار کے حالات ہیں اسلیے
اس کی آیتیں بھی منتشر ہیں۔ اور مختلف مقامات میں ہیں۔ جن کو یکجا
کیا جا سکتا ہے۔ مگر یہ بات اتنی واضح اور صحیح ہے کہ ہر صاحب عقل اس
کو بے دلیل تسلیم کرے گا بلکہ قبل سے تسلیم کئے ہوئے ہے اس لئے اس
کے لئے تمام آیتوں کو مجتمع کرنے کی خواہ مخواہ کوئی ضرورت نہیں۔

باقی رہیں بعد کی منزلیں یعنی عالم معاملہ کے سات حالات۔ اس کی آیتیں
بھی قرآن پاک میں موجود ہیں مگر یہ بھی بے حد واضح ہے۔ البتہ اتنا ضرور
ہے کہ یہ کوئی ضروری نہیں کہ ہر مولود پر یہ سات حالتیں گزریں۔ کیونکہ
کوئی بچپن میں مرجاتا ہے کوئی جوان کوئی ادھیڑ۔ وَمِنكُم مَّن يُرَدُّ
إِلَىٰ أَرْذَلِ الْعُمُرِ اس لئے دنیا کی یہ سات حالتیں ہر ایک پر
مترتب بھی نہیں ہوتی ہیں۔

آخر میں میں اس مقدمے کو اس دعا پر ختم کرتا ہوں کہ ربنا آتنا
فی الدنیا حسنة وفی الاخرة حسنة وقنا عذاب النار ۝
کہ اے پروردگار! ہمیں دنیا میں بھی "حسنہ" عطا فرما۔ یعنی توفیق دے کہ
وہ سارے فرائض جو دنیا سے متعلق مجھ پر عائد کئے گئے ہیں۔ اور جن سے

اصلاح دنیا کا تعلق ہے اُن فرائض کو ہمیشہ پوری طرح ادا کرا۔ اور اُن کو
پوری طرح ادا کرنے کی توفیق عطا فرما۔ اور آخرت میں بھی "حسنہ"
عطا فرما۔ یعنی وہ فرائض جن کا تعلق اصلاح آخرت سے ہے اُن کو
بھی ہم سے پوری طرح ادا کرا دے۔ اور اُن کو پوری طرح کرتے رہنے
کی توفیق عطا فرما۔ یعنی حسنۂ دنیا (حسن معاملات و حسن اخلاق) بھی
ہم کو عطا فرما اور حسنۂ آخرت (حسن عقائد و حسن عبادات) بھی ہم کو
مرحمت کر۔ اور ہم کو عذاب دوزخ سے محفوظ رکھ۔ آمین ثم آمین۔
رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝

خاکسار

تمنا عمادی مجیبی پھلواروی غفرلہٗ

رباعیات

مذہب جو نہو کوئی مہذّب نہ رہے
انسان انسان نہو جو مذہب نہ رہے
مذہب یعنی ہے آدمیّت اک لفظ
مہمل ہے وہ لفظ جس میں مطلب نہ رہے

مذہب کو سمجھ کے راہ ٹھکراؤ گے
اور عقل کی آنکھ پا کے اتراؤ گے
لیکن تم کام لیکے آنکھوں سے فقط
رستے کو چھوڑ کر کہاں جاؤ گے

گھر سے شب تار میں نکلے تو سہی
آنکھیں ہوں مُندی اگر سنبھلے تو سہی

مذہب ہے اگر راہ تو ہے عقل بھی آنکھ
بے آنکھ کے راستے پہ چلیے تو سہی

ہے عقل تو مذہب سے یہ نفرت کیسی؟
مذہب ہے اگر عقل سے وحشت کیسی؟

مذہب اک راستہ ہے اور عقل ہے آنکھ
رستے اور آنکھ میں رقابت کیسی؟

چارہ نہیں بس ہر چند درایت کے بغیر
مانو نہ روایت کو درایت کے بغیر

تقلید ہے رات اور تحقیق ہے شمع
شب کو نہ چلو شمع ہدایت کے بغیر

تمنا عمادی مجیبی غفرلہ

هٰذَا کِتٰبُنَا یَنْطِقُ عَلَیْکُمْ بِالْحَقِّ
(جاثیہ ع ۴ پ ۲۵)

ائْتُونِي بِكِتَابٍ مِّن قَبْلِ هَٰذَا أَوْ أَثَارَةٍ مِّنْ عِلْمٍ
(احقاف ع ۱ پ ۲۶ سورہ احقاف)

إِنَّ الَّذِي فَرَضَ عَلَيْكَ الْقُرْآنَ لَرَادُّكَ إِلَىٰ مَعَادٍ (مِنْهَا خَلَقْنَاكُمْ وَفِيهَا نُعِيدُكُمْ وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً أُخْرَىٰ)

(آخر سورہ قصص ع ۹ پ ۲۰) (ابتدا ع ۳ پ ۱۶ سورہ طٰہٰ)

وَلَقَدْ
خَلَقْنَا فَوْقَكُمْ
سَبْعَ طَرَائِقَ
وَمَا كُنَّا عَنِ الْخَلْقِ غَافِلِينَ
(مومنون پ ۱۸ رکوع اول)

مثنوی
معاش و معاد

(من)

العبد الذلیل لربہ الجلیل الباری
محمد الشہیر محی الدین المتعارف بتخلص تمنا الفلواری
اوصلہ اللہ الی احسن ما تمنی و دفعہ لما یحب و یرضی
حسب فرمایش ارکان مسلم ایسوسی ایشن پھلواری شریف ضلع پٹنہ
بااہتمام سید نورالحسن پھلواری

[illegible]

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اے کہ حیراں عقلہا در شانِ تو
عجز از عرفانِ تو عرفانِ تو

ذرہ ذرہ شاہدِ یکتائیت
باہمہ پنہانیت پیدائیت

ہرچہ ہست از سرد و گرم و خشک و تر
ہست بر سنگِ درت بنہادہ سر

قدرتت کو فاعلِ ہر ما تُرید
کُلَّ شَیءٍ حَیٍّ مِنَ الماءِ آفرید

فالقُ الاصباح رزّاقُ الجنین
(صبح کرنے والا، پیٹ کے بچے کو رزق دینے والا)
خالقُ الانسان مِن ماءٍ مہین
(انسان کو ایک ذلیل پانی سے پیدا کرنے والا)

ہرچہ انسان است از حلقوم و دوش
ہم ز دست و پا و پشت و چشم و گوش

مرد را بخشیدۂ لم یزل
(ہمیشہ رہنے والے)
جاوزنا عمّا جنینا قد فعل
(جو کچھ ہم سے غفلت کی حالت میں ہو گیا ہے)

زانکہ خود فرمودہ اُدعُوا العطا
لیس للانسان الا ما سعیٰ
(انسان کے لئے نہیں ہے مگر جو کچھ اس نے کوشش کی)

ہرچہ انسان است از سعی نیست [1]
گرچہ استحقاق بے فضلت کیست

[1] مصنف ... ذیل یہی دعویٰ در مثنوی ...

آنچہ زو از نیکوئی آمد پدید ۔۔۔ وانچہ پیش آید مضاعف بل مزید

یک بلا بر ما کسبہائے خطیر ۔۔۔ از تو واپس آمد و یعفو عن کثیر

جو کچھ اس نے کیا ۔۔۔ اور تو بہتیری باتوں سے درگزر کرتا ہے

ما اصابکم من مصیبة فبما کسبت ایدیکم و یعفو عن کثیر[ل] ۲۵ پ سورہ شوریٰ

چوں کنم اے خالق بالا و پست ۔۔۔ شکر نعمتہائے تو چندانکہ ہست

رب اوزعنی لان اثنی علیک ۔۔۔ انما التوفیق امر من لدیک

نعت

حبذا آں شمع جمع انبیاء ۔۔۔ گرد راہش کحل چشم اولیاء

حبذا ہر خلق او خلق عظیم ۔۔۔ ہم کریم و ہم رؤف و ہم رحیم

حبذا امی و ہم بے تعلیم ۔۔۔ خود سراپا ستر علم و ہم علیم

[ل] ترجمہ۔ جو کچھ مصیبت تم پر پہنچتی ہے وہ سبب تمہارے ہی ہاتھوں کی کمائی سے ہے اور اللہ تعالیٰ بہت سی باتوں سے درگزر فرماتا ہے ۱۲

حبذا شمعِ شبستانِ ہدیٰ	قامتِ بے سایہ اش ظلِ خدا
او نبی و ہم شفیع المذنبیں	آدم و حوّا امیان ما وطین

مَا اَصَابَکُم مِّن مُّصِیبَۃٍ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِیْ اَنفُسِکُمْ اِلَّا فِیْ کِتٰبٍ
مِّنْ قَبْلِ اَنْ نَّبْرَاَھَا اِنَّ ذٰلِکَ عَلَی اللّٰہِ یَسِیْرٌ o لِّکَیْلَا تَاْسَوْا
عَلٰی مَا فَاتَکُمْ وَلَا تَفْرَحُوْا بِمَآ اٰتٰکُمْ وَاللّٰہُ لَا یُحِبُّ کُلَّ
مُخْتَالٍ فَخُوْرٍ o سورہ حدید ۲۲ ع ۳/۱۷

لہ ترجمہ: جو کچھ بھی (اچھا برا) تمہارے ساتھ ہوتا ہے روئے زمین پر یا خود تمہاری جانوں میں وہ ایک کتاب (لوح محفوظ) میں لکھا ہوا ہوتا ہے قبل اس کے کہ ہم اس کا نفاذ کریں۔ اور یہ اللہ کے نزدیک آسان ہے (یعنی قبل کسی بات کے ظہور ہونے کے اس کا پہلے سے کہیں لکھ رکھنا اللہ تعالیٰ کے لیے کچھ مشکل نہیں) اور یہ اسلئے کہہ دیا گیا ہے کہ جو کچھ تم سے چھن جائے اس کا کچھ غم نہ کیا کرو اور جو کچھ تمہیں ملے اس پر اترایا نہ کرو۔ اور اللہ کسی اکڑ کر چلنے والے شیخی بگھارنے والے کو پسند نہیں کرتا۔ ما اصابکم من مصیبۃ میں مصیبت کا لفظ عام ہے ہر وہ بات جو کسی کو آ پہنچے اس کو لغۃً مصیبت کہہ سکتے ہیں۔ قرآن پاک میں ہے وَاِن یُّرِدْکَ بِخَیْرٍ فَلَا رَآدَّ لِفَضْلِہٖ یُصِیْبُ بِہٖ مَنْ یَّشَآءُ مِنْ عِبَادِہٖ[۵] فضل پہنچانے کو بھی یصیب سے تعبیر کیا گیا۔ یہاں اس آیت سے استدلال یہ کیا گیا کہ آپ صلعم کے لئے نبوت آدم و حوا علیہما السلام کی پیدائش سے قبل ہی لوح محفوظ میں لکھ دی گئی تھی۔ اسلئے یہ مشہور حدیث غلط نہیں۔ منہ۔

۵ آخر سورہ یونس۔ پ ۱۱۔ ع ۱۱/۱۷

منقبتِ قرآنِ مجید

اے ترے آیات فرقانِ مبین	حرف حرفش رحمۃ للمومنین

وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْآنِ مَا هُوَ شِفَاءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِينَ ۝
سورہ بنی اسرائیل پ ۱۵ ع ۹

اِقرؤا فیہ ھُدیٰ فیہ شفاءٌ	اِنّہ یشفیکم من کلِّ داءٍ

قُلْ هُوَ لِلَّذِينَ آمَنُوا هُدًى وَّشِفَاءٌ سورہ حم سجدہ ۔ آخر پ ۲۴ ع ۱۹

پارہاش پارہائے مہر و ماہ	ضوفشاں ہر نقطہ اش چوں شمع راہ
صفحہ اش دریائے علمِ بیکراں	وندراں ہر سطر او موجے رواں
فتحہ اش را صد فتوح آید بہ پیش	کسرہ اش اکسیر از فہم بیش
ضمہ اش منضم با آثار فتوح	سربسر ہمچوں کلید قفل روح

ترجمہ ۔ ہم اتارتے ہیں قرآن سے وہ باتیں جو شفا اور رحمت ہیں ایمان رکھنے والوں کے لئے ۔ ۱۲ منہ
۔ کہہ دو اے رسول کہ وہ (قرآن) ایمان رکھنے والوں کیلئے ہدایت اور شفا ہے ۔ ۱۲ منہ

از پے دلہاست رخش سکوں
واقفیت است و نقش رہنموں

نقطہ اش از دہاں صد نکتہا
مرکزے باشد محیط علم را

ناتواناں را مدد ہر دم ازاں
ورد وا زاں زد و از بست امال

کے برآید کار بے از آفتاب
لئن یکفیننا من الماء السراب
نہ برآب کار آب کی دہ

حرمتش بے تا ز دو ہے احترام
مس او بے تا مطہر شد حرام

چند او وقت تلاوت چوں حق
بیدہ یا مالک آید ہم سخن

جلوہ گاہ معنیش از دلم
رہنما او باد در ہر منزلم

مقدمہ

اندریں دنیا کہ دنیا جو نیست
ہر کسے را وقت از دیگر نیست

ہر کجا بینی چو آواز مہر شاں
نعرہ آزادیست آید بگوش

بنگری جمعے بہر جا مجتمع
مقصدے ناگفتنی پنہاں بدل
قوم قوم و ملک ملک اندر سخن
گر لب غوغائے بربادی ملک
دعوی حریت ایشاں بر لب
گریۂ ایشاں برائے خندہ
نعرہ شاں "من خداوند ملل"

بے طمع گفتار و سرتا پا طمع
بر زباں صد فقرہائے مشتعل
نام مذہب بر لب و نام وطن
گر بسر سودائے آزادی ملک
دست و لب بکشادہ از بہر طلب
ور نہ ہر وعظ و دُر چیندہ
ہم بہ بند سلسلۂ حرص فضول
کہ می گوید؟

اے کہ می داری فغاں "قوم قوم"
"قوم" چیست؟ ہست آخر قوم کو
قوم افراد منظم است نام
قوم اگر نبود منظم، قوم کو

ایں فغاں در نقطۂ سستیت یا قوم
منتظر لیل است اینگہ بہر قوم تو
در نشستت ایں لقب سستش حزینہ
فاقہ ہست آں نیست نیت صوم کو

فارغ از تنظیم و در اصلاح نحو | صرف[1] را نگذاشته خوانی چه نحو
شد همه تهذیب[2] و تدبیرت[3] هلاک | جمله داری در سیاست انهماک
ای که هستیت نامهذب ذاتها[4] | ابتری هست اقتصادیاتها
این سیاستها تو دیوانگی ست | غفلت چون از امور خانگی ست
این سیاستها تجارتهای تست | بر مفاد قوم غارتهای تست
دام آزادی مگر گسترده | بندهٔ خود قوم خود را کرده

جمعے دیگر

همچناں جمعیت حریت طلب | دعوی آزادگی هستش لقب
هر زماں سودای آزادی بسر | محو در هنگامهٔ وحشت اثر

۱؎ مراد از علم صرف و علم نحو یعنی صرف سے الفاظ مفردہ کے احوال اور نحو سے مرکبات کے حالات معلوم ہوتے ہیں اس لئے پہلے صرف پڑھ لینا ضروری ہے۔ ۲؎ تہذیب سے مراد تہذیب الاخلاق ہے یعنی شخصی اصلاح۔ ۳؎ از تدبیر سے مراد تدبیر المنزل ہے یعنی خانگی اصلاح۔ ۴؎ نامہذب ذاتہا یعنی اشخاص تہذیب الاخلاق سے عاری ہیں۔ ۵؎ یعنی تمہارے اقتصادی اور خانگی حالات خراب ہو رہے ہیں۔

نزد ایشان اندرین دور زمان — امتیازے نیست در خرد و کلان

نیست در سر جز ہوای خودسری — می کند سالاریئے ہر لشکری

علم شاگردان ز استادان فزون — از مریدان ہند پیران سرنگون

شد زنان از خانہ داری بیزارہا — شوہر اندر خانہ زن در کوچہا

از قیود امر و نہی امہات — راہ آزادی ہمی جوید بنات

خواہی ار پابندی خود واکشود — دیگران راہم رہا کن از قیود

ہر کرا این پابستگیہا رستہ است — از براے امن عالم علتے است

گر نباشد جبر و قید اندر جہان — زیر دستے از کجا یابد امان

فہم این سر ہر کہ عقلش رہنمون است — "جوشش آزادی مگر جوش جنون است"

جمع سویم

ہمچنان جمع سویم باشد ہمہ — ظاہرش تہدید است باطن جملہ بر

زعم حریت مر ایشان را دلیل — هر نفس در خطرهٔ ایمان گسل
سید الاحرار زیشان هر یکی — عقل ایشان بر ایشان متکی
یارب از پابندیِ دینِ مبین — هر دمش نفسِ بدش اندر کمین
بندگی حق گلویش را ست طوق — بندهٔ نفس ست او آتا بشوق
بندگیِ نفس اصل دین او — جمله تسویلاتِ نفس آئین او
گر پرستاری نفس ست اینچنین — هر چه خواهی کن که آزادیست دین
در جهان ظلم ست جمله داروگیر — اینچنین آزاد اگر باید ضمیر

ای که هستی در هوا ها پا بگل — نیست این مفهوم آزادیِ دل
فکر آزادی تو میداری به پیش — در رهِ تکمیلِ خواهشهای خویش
بایدت آزاد و خرم زیستن — در رهِ تکمیلِ فرض خویشتن
بی رهی را ترک گو بر جاده رو — در پیِ رهبر مگر آزاده رو

آنچه خود خواهی پئے دیگر بخواه ہاں مشو پابند حرص نفس بد	باد گر آزاده رو یکساں براه جہد کن از بہر آزادی خود

فرض خود بشناس و در دل شاد باش
در ادائے فرض خود آزاد باش

رجوع بمقصد

الغرض ایں قوم حریت زده گل بود پژمرده حالات او بر سر شاخ است در پیش ثمر بہر آزادی چو کرد اعلان جنگ خنجر حریت او اول نهاد باز چوں شمشیر آزادی کشید	دستہا در دامن وحشت زده ما بقیتش روشن از مافات او آنچه برباد خواهد رفت — آنچه برباد رفت می کشد لیک از دریا و شجر گرد یکجا خنجر و تیغ و تفنگ بر رگ جان معاش و اقتصاد غیرت و شرم و حیا را سر برید

اے زہے آزادیِ ایں اہلِ زور / کارِ اینان جملہ از عقل ست دور

تیغِ حریت سپس چوں آختند / شرع و دیں را مرغِ بسمل ساختند

ننگرند ایشاں ز چشمِ امتیاز / عیشِ آزادانِ یورپ را بہ آز

چوں کسانے کز تنک ظرفی تو / عمر بردند بر قاروں حسد

اول ایں قوم گرفتارِ جنوں / خوفِ خالق کرد از دل ہا بروں

منکر آمد بعثِ بعد الموت را / تا نباشد وحشت از روزِ جزا

خوفِ حشرش باز نے ترسِ سقر / می کند او ہرچہ خواہد بے خطر

ہر کسے زیشاں ست غافل از اجل / جز بدنیا نیستش سعی و عمل

ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَهُمْ يَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ يُحْسِنُوْنَ صُنْعًا (آخر کہف ج ۱۶ ع ۱۲)

ان کی کوششیں دنیاوی سامانِ زندگی کی فراہمی میں برباد ہوئیں اور یہی سمجھ رہے ہیں کہ ہم تو بہت اچھا کام کر رہے ہیں

قَالَ الَّذِيْنَ يُرِيْدُوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا يٰلَيْتَ لَنَا مِثْلَ مَآ اُوْتِيَ قَارُوْنُ اِنَّهٗ لَذُوْ حَظٍّ عَظِيْمٍ ۝ عیشِ دنیا کے طلبگاروں نے کہا کہ کاش ہمیں بھی ہوتا جو کچھ قارون کو دیا گیا ہے۔ وہ تو بڑی قسمت والا ہے۔ (سورہ قصص ج ۲۰ ع ۸)

یاست ایشاں را ز دیں انکار نام
یاست اقرارے کہ انکارش غلام

قوتے گویند وحق نامش نہند
خالقش گویند و ثناش نہند

بے شعور و بے حس و بے اختیار
جنس ایشاں را بود دیر و دگار

نا گزیر آمد قبول علتے
قوتے لیکن نہ صاحب قوتے

نیک اند عقل و دانش کراست
قوتے بے صاحب قوت کجاست

زاں ہمی گویند حق را بے شعور
از سزائے جرم تا باشند دور

ہر کرا باشد نہ علم و آگہی
کے دہد کس را سزائے گمرہی

زیں حیوں از خوف خالق ایمنند
لیک خوف از خلق بیجد می کنند

جرم تو ہیچ جرمے نزد شاں
تا نباشد دیگراں را علم آں

نزد شاں باشد ہنر اخفائے جرم
جرم میدانند صرف افشائے جرم

جرم باشد در حد قانون اگر
نزد ایشاں بہتریں باشد ہنر

خلق را گویند آرے دین ما ست — حسن خلق و حسن کار آئین ما ست
"دین نیامد جز پئے منع فساد — دین بود با اہل عالم عدل و داد"
"ما نیازاریم بر روئے زمیں — ہیچ کس را دین ما باشد ہمیں"

نیست ایں الفاظ غیر از قول و در — در حقیقت از حقیقت بست و در
احتراز است ایں فقط از یاد خلق — "تا رہند از طعنۂ الحاد خلق
خود اگر بینی دریں اہل ریا — حسن در خلق است نے در کارہا
کار ایشاں جملہ زشت و جملہ بد — خلق ایشاں نیست جز بغض و حسد
ظاہر شاں دلکش و باطن سیاہ — رہبری خواہند خود گم کردہ راہ
ایں اسیران کمند حرص و آز — ایں نہ بینند از نگاہ امتیاز
ہر کہ ہست از مسلمین از ہنود — گبر باشد یا نصاری یا یہود
یا کسے دہریہ بے دیں بود — حسن خلقش مسلک و آئیں بود

هر که بد کارست قول وست تیز / نیکی کارست از جانم عزیز
دزد هم گوید که دزدی ناروا ست / نزد ظالم هم ستم کردن خطاست
بخل را هر کس شناسد خوی بد / هر کسے بگریزد از بغض و حسد
قاتلاں را هم همی آید نظر / قتل بے جرم ست جرم سخت تر

همچناں جود و سخا و عدل و داد / خلق داند خُلق ارباب سداد
صدق و همدردی و هم رحم و کرم / خلق داند مسلک اهل همم
صبر و شکر و عفو و اخلاص و وفا / خلق داند مذهب اهل صفا
لیک باشد دین و مذهب گر همیں / نیست بیدیں هیچ شخصے بر زمیں

حسن خُلق و حسن کارست مر عام / دیں عبادات و عقائد راست نام
خُلق و کار نیک را جسمے بداں / جاں عبادات و عقائد را بداں

بر عقائد دل بنائے شرع و دیں — چوں ستوں باشد عبادت ہمچنیں

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اَلصَّلٰوۃُ عِمَادُ الدِّیْنِ
مَنْ اَقَامَھَا فَقَدْ اَقَامَ الدِّیْنَ وَمَنْ ھَدَمَھَا فَقَدْ ھَدَمَ الدِّیْنَ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ نماز دین کا ستون ہے جس نے نماز قائم رکھی اس نے دین کو قائم رکھا۔ اور جس نے نماز کی عمارت کو ڈھا دیا اس نے دین کو ڈھا دیا۔

سقف می داں خلق و کار نیک را — خانہ نبود بے ستون و بے بنا
تو کجا باشی چو نبود خانہ ات — ہر کجا باشی جہاں بیگانہ ات
سبزہ بیگانہ اندر چمن — کے تو دانی لذت حب الوطن
ز نبود اعتماد ہیچ کس — خلق در کار تو دارد پیش و پس
ہر کجا از خلق خوئے آیدت — حسن کار و حسن سیرت بایدت
ہر کجا تنہائے باشد ترا — از کہ ترسی؟ گر نہ ترسی از خدا
نیست سیرت گر عقائد نیست — جز عبادت لیک شاہد نیست

وعده را سازی مؤکد از قسم
حسنِ اخلاقت نباشد معتمد

چون خدایت نیست اینت نیستم
چون ترا نبود بدل خوف احد

پس نباید اندرین وارستن
بے عبادات و عقائد زینهار

بے عبادات عقاید بستن
حسنِ خلقت باشدت بے حسن کار

اگر نه باور آیدت این مختصر
مثنویم را بچشم دل نگر

تقریب

قال اللہ تعالیٰ

وَلَقَدْ خَلَقْنَا فَوْقَكُمْ سَبْعَ طَرَآئِقَ ۖ وَمَا كُنَّا عَنِ الْخَلْقِ غٰفِلِيْنَ

(سورۂ مومن جز ۱۸ رکوع اول)

(ترجمہ) اور ہم نے تم پر سات طریقے پیدا کئے۔ اور ہم (کوائف) تخلیق سے غافل نہیں ہیں۔

ایک انسان پہلے عالمِ انتشار میں تھا۔ یعنی اس کے اجزاء پہلے خدا جانے کہاں کہاں منتشر تھے۔ اس کے بعد عالمِ اجتماع میں آیا جس کی دو منزلیں ہیں صلب پدر اور شکمِ مادر۔ یہاں اس کے تمام ذرات مجتمع ہوئے اور وہ ایک ننھا سا انسان بن گیا۔ ان دونوں منزلوں میں نقطۂ تخلیق جسم ہو گئی اور جسم سے روح کا تعلق پیدا ہو گیا۔ جسم کی یہاں اسی قدر تکمیل ہوئی جتنی کہ تعلق روح کے لئے ضروری تھی۔ اس کے بعد عالمِ اعمال میں آیا یعنی عالمِ اسباب میں۔ یہاں پہلے جسم کی تکمیل ہوئی اور رفتہ رفتہ روح کی دماغی پرورش اور تعلیم۔ اگر جائے روح یکبارگی مکمل جسم مل جاتا تو بہت سے نقصانات کا احتمال کیا کہ یقین تھا۔ اسلئے جسم کی تکمیل روح کی تعلیم کے ساتھ ساتھ رفتہ رفتہ ہوئی۔ پہلے عالم یعنی انتشار میں سات مرحلے طے ہوئے۔ پہلے ذرات تھے جو پانی کے ساتھ مل کر زمین میں بوئے ہوئے دانوں

کی خوراک بن کر اس کے اجزا اور دوسرے اجزا کے ساتھ اسی میں جذب ہوتے گئے۔ پھر پودا پھر درخت ہوا۔ پھر اسی میں شگوفے نکلے جن میں وہ اجزائے انسانی نہاں تھے۔ پھر پھل ہوئے۔ جن چند پھلوں میں اس ایک انسان کے اجزا پنہاں تھے ان پھلوں کو اس آنے والے انسان کے باپ ماں نے کھایا۔ اب جب کہ تمام سے انہیں غذاؤں کے ذریعے اس آنے والے انسان کے اجزا اس کے باپ ماں کے بدن میں آگئے۔ تو اب یہاں سے دوسرا عالم یعنی عالم اجتماع شروع ہوا۔ یہاں بھی اسی طرح سات مرحلے اس کو طے کرنا پڑیں گے۔ تین اس عالم کی پہلی منزل یعنی پشت پدر میں اور چار دوسری منزل یعنی بطن مادر میں۔ غذا۔ خون۔ پھر نطفہ۔ تین صورتیں اوس کی جسم پذیر میں رہیں۔ اور علقہ۔ مضغہ اور عظام مکسیہ لحم (ہڈیاں جن پر گوشت چڑھا ہوا) پھر جنین بطن مادری میں بنا۔ دنیا میں آیا تو یہاں بھی وہی سات مرحلے ہیں۔ مولود۔ مرضع۔ صبی۔ مراہق۔ بالغ شباب۔ کہل۔ ہرم۔ اور اللہ تعالیٰ کچھ اس سے غافل نہیں کہ وہ کیس منزل میں تھا اور ہے یا رہے گا۔ اور عالم انتشار میں اس کے اجزا کہاں کہاں رہے اور کہاں رہیں گے۔

فتبارک اللہ احسن الخالقین ۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نحمدہٗ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ خَیْرِ خَلْقِکَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ

کیفیتِ آفرینشِ انسانی

اَلَمْ نَخْلُقْكُّمْ مِّنْ مَّآءٍ مَّهِيْنٍ ۝ فَجَعَلْنٰهُ فِيْ قَرَارٍ مَّكِيْنٍ ۝ اِلٰى قَدَرٍ مَّعْلُوْمٍ ۝ فَقَدَرْنَا فَنِعْمَ الْقٰدِرُوْنَ ۝ (المرسلٰت آیۃ پ ۲۹ ع ۱/۲۱)

کیا نہیں پیدا کیا ہم نے تم کو ایک ذلیل پانی سے۔ پھر رکھا ہم نے اس کو ایک ٹھہرنے کی جگہ میں رہنے والی ایک مقدار معین تک۔ پھر اندازہ مقرر کیا ہم نے۔ پس کیا اچھا اندازہ معین کرنے والے ہیں۔

آدمی کو ہست امروز آدمی ۔۔۔ جسم و روح و ناطقہ دارد ہمی
پیشتر زیں او چہ بود امروز بوش ۔۔۔ یا بقر ما یا بکن از من تو گوش

بود در عالم بہر اطراف شش | منتشر اجزائے دیمقراطیس[1]
وانہا چوں در زمیں کارید شد | وآنہا چوں از فلک بارید شد
جملہ اجزائیش زہر چار آخشیج[2] | گشت با اجزائے آں دانہ مشیج[3]
کرد دانہ در زمیں جذب تجزش | چند روز یافت تروی پرورش
بعد ازاں سرزد و گشتہ نہال | وندراں صد خوشہا پر شال

وَهُوَ الَّذِي أَنزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَأَخْرَجْنَا بِهِ نَبَاتَ كُلِّ شَيْءٍ فَأَخْرَجْنَا مِنْهُ خَضِرًا نُّخْرِجُ مِنْهُ حَبًّا مُّتَرَاكِبًا وَمِنَ النَّخْلِ مِن طَلْعِهَا قِنْوَانٌ دَانِيَةٌ وَجَنَّاتٍ مِّنْ أَعْنَابٍ وَالزَّيْتُونَ وَالرُّمَّانَ مُشْتَبِهًا وَغَيْرَ مُتَشَابِهٍ ط انظُرُوا إِلَىٰ ثَمَرِهِ إِذَا أَثْمَرَ وَيَنْعِهِ ط إِنَّ فِي ذَٰلِكَ

[1] دیمقراط۔ دیمقراطیس۔ ایک یونانی حکیم تھا۔ اجزائے دیمقراطی ننھے ننھے ذرات بسیط جن کی تجزی محال ہے جن سے عالم اور عالم کی سب چیزیں بنی ہیں۔ پہلے اس تھیوری کا انکشاف دیمقراطیس کو ہوا تھا اسلئے اسی کے نام سے یہ منسوب ہے۔ [2] آخشیج عنصر چار۔ آخشیج یعنی آب و آتش و خاک و باد۔ [3] مشیج یعنی آمیختہ۔

لَاٰیٰتٍ لِّقَوۡمٍ یُّؤۡمِنُوۡنَ ۝ (سورہ انعام جزء ۷۔ رکوع ۱۲)

از ثمرہایش چو انسانے بخورد	جسم او از وے تمتعہا ببرد
زاں تمتع شد در و خونہا ہم	دورش اندر رحم قہالیش دمبدم
شد ہوس زندہ سوئے پہلوئے زن	رفت اِیّاہَا تَغَشّٰی لَیۡلَۃً
آنچہ از اجزائے انسانے کہ بود	مختفی در خوشہ من حیث الوجود

(ترجمہ) (پوری آیت کا) اور اللہ تعالیٰ وہ ہے جس نے آسمان (اوپر) سے پانی اتارا۔ پھر نکالی اس سے ہر چیز کی جنس۔ پھر نکالی اس سے سبز کونپل (درخت) کہ نکالتے ہیں ہم اس سے تہ بہ تہ دانے اور کھجور کے اقسام سے کہ اس کے گچھے سے خوشے ہیں نیچے لٹکے ہوئے۔ اور باغ انگور زیتون اور انار کے ایک دوسرے سے ملتے جلتے اور مختلف۔ دیکھو اس کے پھلوں کی طرف جب وہ پھل دیں اور اس کے پکنے کی طرف۔ بیشک اس میں ایماندار قوم کیلئے نشانیاں ہیں۔ فَاَخۡرَجۡنَا بِہٖ نَبَاتَ کُلِّ شَیۡءٍ۔ اس کل شیٔ میں بڑا رمز ہے۔

درحقیقت نباتات تولد غذا کے اجزاء اولی نباتات کے ضمن میں اس کے اپنے اجزاء کے ساتھ اگتے ہیں یہ اس کی طرف ایک نہایت لطیف اور بلیغ اشارہ ہے جن درختوں اور پھلوں کا تذکرہ اس آیت میں ہے ان پھلوں میں مادہ منویہ کے پیدا کرنے کی بہت زیادہ صلاحیت ہے۔ ایماندار قوم کیلئے ان میں نشانیاں ہونے کا ذکر کس قدر صحیح ہے فَتَذَکَّرُوۡا یَا اَھۡلَ الۡاِیۡمَانِ ۔۱۲

یعنی با زن خود ہم بستر شد ۔۱۲

منتقل از دانہ شد سوئے شجر ۔ وز شجر شد منطلق اندر ثمر
وز ثمر در جسمِ آکل آمدہ ۔ در تنش با خوں مشاکل آمدہ
چند قطراتِ دمش وقتِ بِعال ۔ نطفہ گشت و یافت در بطن انتقال
اینست آں نطفہ کہ اصلِ آدمیست ۔ جمعِ اجزائے پریشانش منیست
نطفہ باشد جوہرِ اصلیتش ۔ اولیں منزل پسِ جمعیتش

آخراں اجزائے آب و گِل ۔ جمع گشتہ شد ز صلبے منتقل
پس بفحوائے طبق بعد از طبق ۔ در رحم آں نطفہ گشت اول علق

لَتَرْكَبُنَّ طَبَقًا عَنْ طَبَقٍ ۔ (سورہ انشقاق پ ۳۰ ع ۹)

واں علق شد مضغہ و بعدش عظام ۔ کسوتِ آں عظم لحم آمد تمام
ماندہ تا نُہ ماہ اندر بطنِ اُم ۔ روح بدمیا کرد در ماہِ دہم
در رحم او بود ناقص چوں ہلال ۔ یافت در دنیا ور انسانی کمال

وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ طِيْنٍ ۝ ثُمَّ جَعَلْنٰهُ
نُطْفَةً فِيْ قَرَارٍ مَّكِيْنٍ ۝ ثُمَّ خَلَقْنَا النُّطْفَةَ عَلَقَةً فَخَلَقْنَا
الْعَلَقَةَ مُضْغَةً فَخَلَقْنَا الْمُضْغَةَ عِظٰمًا فَكَسَوْنَا الْعِظٰمَ
لَحْمًا ثُمَّ اَنْشَاْنٰهُ خَلْقًا اٰخَرَ فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخٰلِقِيْنَ

(رکوع ع۱ سورہ مومنون)

ہر شے را کامیابی میسر نمی شود

لیک می بینی تو آخر بالیقیں — ایں کہ ہر دانہ نروید از زمیں
ہمچناں ہر نخل بار آور نشد — شد اگر ہر شاخ خوشہ ور نشد

لہ ترجمہ:- ہم نے انسان کو مٹی کے جوہر سے پیدا کیا۔ پھر ہم نے اس کو نطفہ بنا کر ایک ٹھہرنے کی جگہ میں رکھا۔ پھر ہم نے نطفے کو علقہ (یعنی جمے ہوئے خون کی طرح) (لوتھڑا) بنایا۔ پھر اس علقے کو لوتھڑا بنایا پھر اس کی ہڈی پر گوشت چڑھایا۔ اسکے بعد اسکو ایک دوسری تخلیق میں کھڑا کیا۔ پس برکت والا ہے اللہ جو نہایت بہتر پیدا کرنے والا ہے۔

ہمچناں در خوشہ بود ہر ثمر — کرش بود در معدہ شخصے گذر

ہمچناں ہر لقمہ را نبود مساغ — تا بود خون دل و قوت دماغ

ہمچناں ہر قطرہ خون بدن — کے تواند مایہ نطفہ شدن

ہمچناں ہر نطفہ نبود مستحق — تا کنندش سوئے لطفے منطلق

ہمچناں اندر رحم ہر نطفہ — کے دہندش ساز و برگ مضغہ

ہمچناں ہر مضغہ کے گردد جنیں — ہر جنیں نبود کہ خیزد بر زمیں

ناکامی ناکاماں

دانہا ریزند اندر آب و گل — لیک شد و خاک گشتہ مضمحل

ریشہا باشد کہ سر ریزد ز تخم — در نمایش بعد ازاں افتادہ سقم

سر برآرد گل کہ صد ہا نونہال — دیدہ لیکن گشتہ پامال

خوشہا گل کردہ اندر شاخہا — کو غذا گشت است انعام و بہم را

بس ثمرهائے بشاخ آویخته
بر زمین اجزاش از هم ریخته

لقمها باشد که خورد انسان مگر
قے شد و از معده اش آمد بدر

دیده خونها که شد ز داء الیم
یا برون شد از لب زخم الیم

نطفها در احتلام افتد بدر
در رحم قطعاً نداد نش گزر

آنها باشد که بگرفته زنش
لیک زان ممکن نشد آبستنش

مضغها باشد که بود اندر رحم
بر فتاد و سر نشد از وے بهم

بس جنین در بطن مادر شد نهان
یک نفس نکشید هم اندر جهان

بچها زائیده شد اما گهے
مرد بعد از ساعتے روزے مہے

غور بر وجوه کامیابی و ناکامی

هیچ وافی این همه اشیا که هست
مثل هم گرچه هر یک نیز هست

هر قدر فردے که زان جنس را است
یک سرشت و یک نهاد و یک قوی است

لیکن آخر اندر آنہا از چہ رو	ایں تفاوت ہست ز نشو و نمو
گر یکے از بر کف آمد گوہرے	خائب و ہم خاسر آمد دیگرے
گر یکے شد در منازل کامیاب	دیگرے در منزلے آمد خراب
لاجرم باشد وجوہ فوز و خسر	بے سبب ہرگز نباشد یُسر و عُسر

(حاشیہ صفحہ سابقہ)

لے اگر یہ کہا جائے کہ یہ دعوی صحیح نہیں۔ کیونکہ یقیناً ایک دانہ دوسرے دانے سے سرشت و نما و قوی میں مختلف ضرور ہے۔ اسی طرح ہر ثمر دوسرے ثمر سے۔ علیٰ ہذا القیاس ہر نطفہ دوسرے نطفے سے۔ تو میں اس کو تسلیم کرتا ہوا کہوں گا کہ یہاں تو محض ظاہری حیثیت سے کہا گیا ہے۔ بے شک کیمیاوی تجربہ کرنے سے ہر دو فردوں میں فرق ضرور نکل آئیگا۔ مگر ان سب کی بنیاد اصل یعنی اجزائے لایتجزی یا اجزائے دیمقراطیسیہ جو بسیط ہیں وہ سب تو یقیناً یک سرشت و یک نہاد و یک قوی تھے۔ پھر ایسے متحد الحقیقت اجزا سے مختلف الحقائق و متباین الکوائف اور متغایر الاحوال اشیاء کیونکر بنے اور وہ کون سی نئی چیزیں تھیں جو ہر چیز میں مل کر ربط و فصل کرے (ایک شئے کو دوسری شئے سے ممتاز کر گئی اور ایک میں ملی اور دوسری شئے میں نہ ملی۔ اس لئے اگر یہ اشیاء تو وبذاتہ یک سرشت و یک نہاد و یک قوی نہیں ہیں تو کم سے کم یک سرشت و یک نہاد و یک قوی [illegible]

۱ مَآ اَصَابَكُمْ مِّنْ مُّصِيْبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ اَيْدِيْكُمْ (سورہ شوریٰ جز ۲۵ ع ۴)

بے سبب ہرگز نباشد جور و گور	خلق را خالق نمی گیرد بجور

۲ ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ لَمْ يَكُ مُغَيِّرًا نِّعْمَةً اَنْعَمَهَا عَلٰى قَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا
مَا بِاَنْفُسِهِمْ (سورہ انفال خ ۱۰ ع ۵) ۳ ذٰلِكَ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْكُمْ
وَاَنَّ اللّٰهَ لَيْسَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ ۝ (آل عمران جز ۴ ع ۱۹)

وجوہ کامیابی و ناکامی

چیست وجہ فوز آن خسران	ما ہمی گوئیم از علم یقیں
گوش کن ہر ذرۂ اندر جہاں	چون ببینی ہست اندر امتحاں

۱ (ترجمہ) جو کچھ تمہیں مصیبت پہونچی ہے وہ تمہارے ہی ہاتھوں کی کمائی ہے۔ ۲ (ترجمہ) یہ اسلئے ہے کہ اللہ کبھی کسی قوم کو کوئی نعمت دیکر پھر اس میں تغیر نہیں ڈالدیتا جب تک وہ اپنے ذاتی امور میں تغیر نہ ڈالیں۔ ۳ (ترجمہ) یہ اس وجہ سے ہے جو تمہارے ہاتھوں نے پہلے کیا ہے اور بے شک اللہ اپنے بندوں کے لئے ظالم نہیں ہے۔

ہرچہ آمد شد مکلف از الٰہ	از خس و خاشاک و شاخ و برگ و کاہ
ہرچہ ہست از زاغ و مرغ و مور و مار	وز خر و آہو و اسپ راہوار
ہر یکے زاں اُمَّةٌ اَمْثَالُكُمْ ایک جماعت ہو تمہاری طرح	حَالُهَا تَحْكِي لَكُمْ اَحْوَالَكُمْ ان کے حالات کہتے ہیں تمہارے حالات تمہیں بتائیں تجھے
آفرینش چوں حق عزّ و جلّ	حسب حالش داد تکلیف عمل
ہست در تسبیح ہر شے در بطوں	اِنَّكُمْ تَسْبِيحَهُمْ لَا تَفْقَهُوْنَ

وَمَا مِنْ دَابَّةٍ فِي الْاَرْضِ وَلَا طَائِرٍ يَطِيرُ بِجَنَاحَيْهِ اِلَّا اُمَمٌ
اَمْثَالُكُمْ مَا فَرَّطْنَا فِي الْكِتَابِ مِنْ شَيْءٍ ثُمَّ اِلٰى رَبِّهِمْ
يُحْشَرُوْنَ (انعام حـ۷ عـ۴) وَاِنْ مِنْ شَيْءٍ اِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ
وَلٰكِنْ لَّا تَفْقَهُوْنَ تَسْبِيحَهُمْ (بنی اسرائیل حـ۱۵ عـ۵) اِنَّ
اللّٰهَ يُسَبِّحُ لَهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالطَّيْرُ صٰٓفّٰتٍ ط
كُلٌّ قَدْ عَلِمَ صَلَاتَهٗ وَتَسْبِيحَهٗ (نور حـ۱۸ عـ۵) (ترجمہ ص ۸۰ پر نمبروار)

لہ اور نہیں ہے کوئی چیز چلنے والی زمین پر۔ اور نہیں ہے کوئی پرندہ جو اپنے ڈینوں سے اڑتا ہو مگر

هر چہ زاں آید سرِ ہر منزلے   مدرسے آمد وراں یا مقبلے

آنچہ از احوال اعمالش بود   باعثِ ادبار و اقبالش بود

منزلے وار انحن گشتش اگر   شد بجرم منزل پیشیں مگر

از مصیبت مَا اَصَابَكَ اندریا   باعقش مِنْ نَّفْسِكَ آمد و لیں

وَمَا اَصَابَكَ مِنْ سَيِّئَةٍ فَمِنْ نَّفْسِكَ (نساء [illegible]) وَمَا اَصَابَكُمْ مِّنْ مُّصِيْبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ اَيْدِيْكُمْ (شوریٰ ع ۵ پ ۲۵)

تفصیلِ فرائضِ جملہ اشیاء

داں فرائض بہرِ او آمد دو نوع   ہر دو را آوردہ با کرہ و طوع

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ) یہ سب جو مثنوی ہیں جو متشابہ [illegible] نہیں کی ہے اس کتاب میں کسی چیز
یعنی کوئی ضروری بات چھوڑی نہیں ہے جو بیان کرنی [illegible] تفصیل ضروری تھی [illegible] و مفصل [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]